معذوری اور شادی

(ایک نفسیاتی جائزہ/ معاشرتی مسائل)

تحریر......

محمد اجمل بیگ نازؔ۔لاہور

قانونِ قدرت ہے کہ مرد اور عورت ایک دوسرے کیلئے لازم وملزوم ہیں اور دونوں کی زندگی ایک دوسرے کے بغیر نامکمل ہے۔خدا نے ہر جاندار کے جوڑے پیدا کر کے مرد اور عورت کیلئے ایک دوسرے کی ضرورت کو ثابت کیا ہے۔جو انسان کسی بھی وجہ سے اس قانونِ قدرت کو پورا نہیں کر پاتا وہ زندگی کی بہت سی حقیقتوں سے منہ موڑتا ہے۔شادی ایک جذباتی بندھن نہیں بلکہ ایک ایسا اشتراکی معاہدہ ہے جس میں دو افراد ایک دوسرے کے تعاون اور سچی ہمدردی سے زندگی کے باہمی مسائل حل کر کے ایک خوشگوار مستقبل کی تعمیر کیلئے کوشش کرتے ہیں۔اس کوشش میں کامیابی صرف اسی وقت ممکن ہوتی ہے جب دونوں فریق ذہنی طور پر ایک دوسرے کو قبول کرتے ہوں اور ایک دوسرے کی ضروریات سے آگاہ ہوں۔

زندگی کے ساتھی کو حاصل کرنے کی فطری ضرورت اس قدر اہم ہوتی ہے کہ جسمانی نقائص کے باوجود اس کی شدت قائم رہتی ہے اور کسی وجہ سے جو جسمانی کمی آجاتی ہے اس کی تلافی کیلئے یا اس کے اثرات کو کم محسوس کرنے کیلئے شریکِ حیات کا ساتھ اور بھی ضروری معلوم ہوتا ہے مگر ایسی سوچ صرف ایسے متاثرین کی ہوتی ہے جو ذہنی طور پر نارمل ہوتے ہیں۔جب انسان بالغ ہو کر زندگی کے جذباتی دَور میں داخل ہوجاتا ہے تو اس کے احساسات اور ضروریات کی نوعیت بھی بدل جاتی ہے۔اس تبدیلی کا مرکز جذباتی بندھن کا تقاضا کرتا ہے جو انسان کیلئے اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ زندہ رہنے کیلئے خوراک۔

نارمل انسان اپنی اس جذباتی عمر میں فطری تقاضوں کو جلد یا بدیر پورا کرنے میں کامیاب ہوجاتے ہیں اور اپنی بیوی کی رفاقت میں زندگی کا ایک نیا دَور شروع کر کے مستقبل کی طرف گامزن ہوجاتے ہیں۔اگرچہ بعض نارمل انسان بھی اپنے مخصوص حالات اور داخلی مجبوریوں کی وجہ سے اس فطری تقاضے کی تکمیل نہیں کر پاتے مگر ہمارا مقصد یہاں نارمل لوگوں کی مجبوریوں کا احاطہ کرنا نہیں ہے بلکہ ہم اُن معذوروں کے حالات کا جائزہ لینا چاہتے ہیں جنہیں اپنی متاثرہ زندگی میں ایک جیون ساتھی کی عام لوگوں سے کہیں زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔معذوروں کا سب سے بڑا مسئلہ معاشرے میں اپنے مقام اور حیثیت کو منوانا ہے۔معاشرہ ان کو نظرانداز کرتے وقت اس حقیقت کو یکسر فراموش کر دیتا ہے کہ معذور ہوتے ہوئے بھی وہ بجا طور پر انسان ہوتے ہیں اور کسی بھی انسان کو فطری تقاضوں کی تکمیل سے باز نہیں رکھا جا سکتا۔شادی ایک ایسا فطری تقاضا ہے جو معذوروں میں نارمل انسانوں سے بھی زیادہ پایا جاتا ہے۔چونکہ وہ اپنی محرومیوں کے بارے میں خاصے حسّاس ہوتے ہیں اسلئے اپنی محرومیوں کے اثرات کو کم کرنے کیلئے انہیں جیون ساتھی کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔اگر معذوروں کی اس ضرورت کے نفسیاتی پہلوؤں کا تجزیہ کیا جائے تو یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ وہ شادی کی آڑ میں صرف خود کو ’’احساسِ تحفظ‘‘ مہیا کرنا چاہتے ہیں۔وہ اس تلخ حقیقت سے خوفزدہ ہوتے ہیں کہ جب والدین نہیں رہیں گے، بہنیں اپنے گھروں کو سدھار جائیں گی اور بھائی اپنی بیویوں کے ساتھ الگ گھروں میں جابسیں گے تو ان کا مستقبل کیا ہوگا۔وہ چاہتے ہیں کہ مستقبل کی متوقع دشواریوں اور مسائل کا مقابلہ کرنے کیلئے وہ خود کو تنہا نہ سمجھیں بلکہ ایک مشفق اور ہمدرد بیوی کی رفاقت انہیں توانائی دیتی رہے اور یہی توانائی بعد میں ان کے روشن مستقبل اور بقائے زندگی کی اساس بنتی ہے۔

مشاہدات اس امر کی تصدیق کرتے ہیں کہ شادی کے بعد معذور افراد میں وہ احساسِ ذمہ داری اور صلاحیت پیدا ہوجاتی ہے جو انھیں آنے والے حالات سے لڑنے اور خاص طور پر خود کفیل ہونے کا راستہ دکھاتی ہے۔معذور افراد میں اپنے لئے نہیں تو اپنی شریکِ زندگی کیلئے جینے اور کچھ کرنے کی خواہش پیدا ہوجاتی ہے اور یہی خواہش ان میں وہ خوداعتمادی بھر دیتی ہے جس کے بل بوتے پر وہ خود کو بیکار سمجھنا چھوڑ دیتے ہیں۔بیوی کی پشت پناہی ان میں فولادی ہمت پیدا کر دیتی ہے اور جب وہ خود کو محفوظ سمجھنے لگتے ہیں تو منفی سوچوں میں اپنی توانائیاں ضائع کرنے کی بجائے زندگی کو خوشگوار بنانے کی کوششیں شروع کر دیتے ہیں جو بیوی کی رفاقت اور تعاون سے

ایک دن حقیقی کامیابی سے ہمکنار ہوتی ہیں۔اس طرح ایک عورت کا ساتھ بظاہر ایک بیکار، مایوس اور زندگی سے بیزار معذور میں ایسی تعمیری تبدیلی لے آتا ہے کہ وہ معاشرے پر بوجھ بننے کی بجائے ایک مفید شہری بن جاتا ہے۔معذور میں یہ تبدیلی قدرت کے اسی قانون کے تحت آتی ہے کہ عورت و مرد ایک دوسرے کیلئے لازم وملزوم ہیں۔بیوی کی رفاقت اور پشت پناہی سے اس میں جو تحفظ کا احساس پیدا ہوتا ہے وہ اس تبدیلی کو استحکام اور دوام بخشتا ہے۔

معذور انسان کو شادی کا فیصلہ صرف اسی صورت میں کرنا چاہئے جب کسی نہ کسی طور وہ کوئی کام کر کے تھوڑی بہت کمائی کرنے کے قابل ہو، تاکہ بیوی کی آمد اس کے یا اس کے گھر والوں پر اضافی بوجھ ثابت نہ ہو، تاہم ملازمت پیشہ بیوی کی صورت میں اس شرط کی پابندی میں نرمی کی گنجائش پیدا کی جاسکتی ہے۔مگر اس حقیقت سے چشم پوشی نہیں کرنی چاہئے کہ نکھٹو شوہر چاہے وہ معذور ہو یا نارمل زندگی کی دوڑ میں اچھا اور کامیاب شوہر ثابت نہیں ہوتا۔اگر معذور شخص فی الوقت کمانے کے قابل نہیں ہے تو اسے اچھے وقت کا انتظار کرنا چاہئے۔صرف والدین یا بھائی بہنوں کے ایماء پر شادی کر لینا دانشمندانہ فیصلہ نہ ہوگا کیونکہ وقت کی ڈور سے بندھے ہوئے تمام رشتے رفتہ رفتہ ٹوٹتے چلے جائیں گے اور وہ انسانوں کے جنگل میں تنہا در تنہا ہوتا چلا جائے گا۔

عورت کسی معذور سے شادی کرنے کا فیصلہ صرف ''ایثار وقربانی'' کی بنیاد پر ہی کرسکتی ہے، خاص طور پر جب ایسی شادی میں کوئی در پردہ مفاد نہ ہو کیونکہ فی زمانہ ایک نوجوان لڑکی کا ایک جاگیردار قسم کے عمر رسیدہ معذور شخص سے شادی کر لینے کا فیصلہ ''ایثار وقربانی'' تو بہرحال نہیں کہلا سکتا۔اسی طرح ایک نارمل شخص کا ایک مالدار معذور خاتون سے شادی کر لینا ''ایثار وقربانی'' کے جذبے کو تقویت نہیں دیتا۔معذور انسان کو صرف اسی لڑکی سے شادی کا فیصلہ کرنا چاہئے جس کے بارے میں اسے یقین ہو کہ وہ صرف ایثار وقربانی کی بنیاد پر ذاتی اغراض سے ہٹ کر محض خدا کی خوشنودی اور خدمتِ انسانیت کی خاطر اس سے شادی کرنا چاہتی ہے۔اس کے بعد صرف اس امر کی اہمیت باقی رہ جائے گی کہ ان دونوں میں نفسیاتی اور ذہنی ہم آہنگی پیدا ہو جائے کیونکہ جب تک دونوں میں باہمی رواداری اور مطابقت نہیں ہوگی وہ ایک دوسرے کے ساتھ خوش نہیں رہ سکیں گے اور اگر ہم آہنگی نہ ہونے کی وجہ سے ان کی ازدواجی زندگی متاثر ہوتی ہے تو عورت کی قربانی نہ صرف بے معنی ہو کر رہ جائے گی بلکہ ایک ایسا طعنہ بن جائے گی جس سے سنگین مسائل پیدا ہو جائیں گے۔

نفسیاتی اور ذہنی مطابقت کی جس قدر ضرورت نارمل لوگوں کو ہوتی ہے اس سے کہیں زیادہ ضرورت ان جوڑوں کیلئے ہوتی ہے جن میں سے ایک نارمل نہ ہو۔دونوں میں حقائق کا سامنا کرنے اور زندگی کے نشیب وفراز میں باہم ساتھ رہنے کا نہ صرف حوصلہ ہونا چاہئے بلکہ مکمل سمجھوتہ بازی کا ہونا بھی انتہائی ضروری ہے۔محبت ایک ایسا درمیانی راستہ ہے جو ہر دو فریقین کو یہ موقع دیتا ہے کہ وہ شادی جیسا اہم فیصلہ کرنے سے پہلے ایک دوسرے کو نہ صرف قریب سے جان لیں بلکہ اپنی خامیوں کی نشاندہی کر کے ان کا ازالہ بھی کر لیں تاکہ شادی کے بعد مسائل جنم نہ لیں۔محبت بجائے خود ایک لازوال حقیقت ہے اور اگر جائزہ لیا جائے تو شادی دراصل محبت کی تکمیل کا ہی نام ہے۔ذاتی اغراض، مفادات اور طمع ولالچ سے پاک سچی محبت ہی ایسی جذباتی ہم آہنگی پیدا کرسکتی ہے کہ کوئی نارمل لڑکی یا لڑکا ایثار وقربانی کا عملی مظاہرہ کرتے ہوئے کسی معذور سے شادی کا فیصلہ کر لے۔یہی جذباتی ہم آہنگی اتنی تقویت کا باعث بنتی ہے کہ ہنگامہءزندگی کے نشیب وفراز میں جنم لینے والی شدید الجھنیں بھی کشیدگی کا باعث نہیں بنتیں اور انہیں باہمی مشورے اور سمجھوتہ بازی سے رضامندی اور دانشمندی سے سلجھا لیا جاتا ہے۔

جب کوئی عورت کسی معذور سے شادی کرنے پر آمادہ ہو جاتی ہے تو اصولی طور پر اس کی آمادگی میں دنیاوی ضروریات اور عیش وآرام کی زندگی سے کنارہ کشی بھی شامل ہوتی ہے۔وہ انسانیت کی سربلندی اور بقاً کیلئے تمام دنیاوی لوازمات کو قربان کر دیتی ہے اور اپنی محبت کو شادی کا رنگ دے کر دوام بخشتی ہے۔اس کی نظر میں اپنی خواہشات کی تکمیل اتنی اہم نہیں ہوتی جتنا اپنے شوہر کی محرومیوں کو ختم کرنے کا جذبہ ہوتا ہے۔

آیئے اب اس بات کا جائزہ لیں کہ کیا معذور اچھے شوہر ثابت ہو سکتے ہیں؟ سب سے پہلے تو اس حقیقت کو تسلیم کر لینا چاہئے کہ شادی معذور افراد کی خواہش کم اور ضرورت زیادہ ہوتی ہے کیونکہ معذور افراد احساس ہونے کے ناطے نارمل لوگوں سے کہیں زیادہ حقیقت پسند ہوتے ہیں، وہ نہیں سمجھتے کہ محض تصوراتی خوشیاں زندگی کی آسائش بن سکتی ہیں۔وہ جانتے ہیں کہ محبت انسان کی جذباتی تسکین کا باعث تو بن سکتی ہے مگر محبت کی نرمی سے پیٹ کی آگ نہیں بجھائی جاسکتی۔اسی حقیقت کے پیش نظر کسی معذور فرد سے شادی کرنے کا فیصلہ عورت اگر اپنی مرضی اور بغیر کسی دباؤ کے کرتی ہے تو اپنی خود اعتمادی کی بدولت وہ جانتی ہے کہ مستقبل کی دشواریاں اس کی ازدواجی زندگی کو برباد نہیں کریں گی کیونکہ دکھی انسانیت کے کام آنے کا فیصلہ اس میں اتنی توانائی پیدا کر دیتا ہے کہ وہ غربت، تنگدستی اور مصائب میں بھی خوش رہ سکتی ہے

گو کہ یہ خوشی زیادہ تر روحانی نوعیت کی ہوتی ہے مگر یہ اس کے مسائل میں ڈھال کا کام کرتی ہے۔

ہمیں اس حقیقت کا بھی جائزہ لینا چاہئے کہ کسی معذور فرد سے شادی کر کے اس قربانی کے جواب میں عورت مرد سے کیا چاہتی ہے؟ چونکہ فطری طور پر عورت محبت کی بھوکی ہوتی ہے اس لئے وہ اپنے شوہر سے محبت کرتی اور جواب میں محبت کی خواہشمند رہتی ہے۔ وہ صرف ایک مرد کی ہو کر رہنا چاہتی ہے جس پر سَر سے پاؤں تک اس کا حق ہو، جو اس کی وفاؤں کا امین ہو، جو اس کے ہوتے ہوئے غیر عورتوں سے مراسم نہ رکھے، جو اس کی موجودگی میں دوسری شادی نہ کرے، جو اسے طلاق نہ دے اور جو موت سے پہلے اسے خود سے جدا نہ کرنے کا یقین دلائے۔ عورت کی ان تمام فطری خواہشات کو اگر یکجا کیا جائے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ زندگی بھر کیلئے اپنے شوہر کی قربت اور محبت چاہتی ہے اور یہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ ایک معذور سے شادی کا فیصلہ عورت کو وہ تمام تحفظات مہیا کرتا ہے جو اپنی محبت کی سلامتی اور دوام کیلئے اسے درکار ہوتے ہیں۔ اگر شادی سے پہلے دونوں میں ہر طرح کی ہم آہنگی ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ معذور شوہر اپنی بیوی کی لازوال قربانی کو فراموش کر کے اسے خود سے جدا کر دے یا اسکی بے لوث محبت اور شفقت کا مثبت جواب نہ دے۔ یہ بندھن صحیح معنوں میں اس وقت تک قائم رہ سکتا ہے جب تک کہ موت کا بے رحم ہاتھ انہیں جدا نہ کر دے۔ کوئی معذور شوہر اتنا اخلاق باختہ اور احسان فراموش نہیں ہو سکتا کہ وہ اپنی بیوی کے ایثار کا جواب اپنی بہترین محبت اور عقیدت سے ادا نہ کرے۔ اگر میاں بیوی میں مکمل سمجھوتہ بازی اور اتفاقِ رائے موجود ہے تو ان کی ازدواجی زندگی نارمل لوگوں سے بھی زیادہ خوشگوار اور کامیاب ہو کر دوسروں کیلئے مثال بن سکتی ہے۔

آیئے اب شادی کے جنسی پہلو کا بھی جائزہ لیں کیونکہ اس کے بغیر شادی جیسے حساس موضوع کا مکمل احاطہ نہیں ہو سکتا اسلئے کہ "جنس" بھی دیگر حقائق کی طرح ایک ٹھوس حقیقت ہے۔ فی زمانہ ایسے لوگوں کی اوسط تسلی بخش نہیں ہے جو کسی نہ کسی جنسی عارضے میں مبتلا نہیں ہیں، چاہے وہ نارمل ہوں یا معذور۔ یہاں یہ بات بھی خالی از تذکرہ نہ ہوگی کہ تمام قسم کے معذور افراد جنسی اعتبار سے معذور نہیں ہوتے بلکہ یہ کمی اعصابی نظام کے بگاڑ اور بالخصوص حرام مغز کی چوٹ سے پیدا ہونے والی معذوری میں زیادہ ہوتی ہے۔ ایسی صورت میں چوٹ کی شدت کے اعتبار سے معذور فرد جنسی طور پر یا تو بالکل ناکارہ ہوتا ہے یا پھر خاصا کمزور گو کہ اس کمزوری کے مختلف پہلوؤں کا جدید میڈیکل سائنس میں کامیاب علاج موجود ہے۔ شادی کا بنیادی مقصد حُصولِ لذت کبھی نہیں ہو سکتا۔ جس طرح محبت ایک پاکیزہ جذبہ ہے اسی طرح جنس بھی ایک مقدس شئے ہے کیونکہ اس سے محض نفسانی تسکین ہی مقصود نہیں بلکہ ایک فطری قانون کے تحت نسلِ انسانی کی بقا اور سلامتی بھی مقصود ہے۔ بدقسمتی سے آج کے دَور میں جنس کو صرف لذت اور تفریح کا ذریعہ مان لیا گیا ہے جس سے نہ صرف جنسی مسائل نے جنم لیا ہے بلکہ اخلاقی بے راہروی بھی عروج پر جا پہنچی ہے۔

مشاہدات سے یہ بات پایہء ثبوت کو پہنچتی ہے کہ معذور افراد صرف جنسی لذت کی بنیاد پر شادی نہیں کرتے بلکہ ان کا اصل مقصد خود میں ایک ایسے احساسِ تحفظ کی تعمیر کرنا ہوتا ہے جس کی بدولت وہ خود کو تنہا اور غیر محفوظ نہ سمجھیں۔ شادی کے بعد معذور شوہر کو اس وقت تک بچوں کی پیدائش سے احتراز کرنا چاہئے جب تک کہ وہ اضافی ذمہ داریوں کا بوجھ سنبھالنے کے قابل نہ ہو جائے۔ اس حقیقت کو نظر انداز کرنے والے شوہر اپنی ازدواجی زندگی اور آنے والے بچوں کیلئے مسائل پیدا کر سکتے ہیں۔ عورت کی جنسی ضروریات کسی طرح بھی مرد سے کم نہیں ہوتیں مگر خدا نے شرم وحیا اور صبر کا مادہ عورت کو مرد سے کہیں زیادہ ودیعت کیا ہے۔ کئی عورتیں قدرتی طور پر جنس کی خواہشمند نہیں ہوتیں (گو کہ ایسی عورتوں کی اوسط بہت کم ہے) جبکہ کچھ کی جنسی ضروریات انتہائی مختصر ہوتی ہیں مگر اس سے عورت کی فطری طلب اور جسمانی تقاضے ختم نہیں ہو جاتے۔ شادی کو کامیاب بنانے کیلئے نفسیاتی اور ذہنی ہم آہنگی کے ساتھ ساتھ جنسی خیالات وضروریات کی ہم آہنگی بھی ضروری ہوتی ہے۔ اگر کسی معذور کو اپنی جنسی کمزوری کے بارے میں علم ہو تو اسے شادی کا فیصلہ ہرگز نہیں کرنا چاہئے کیونکہ جنسی ہم آہنگی نہ ہونے کے باعث ازدواجی زندگی ایسے شعلوں کی لپیٹ میں آ جاتی ہے جن کا سرد کرنا مشکل بلکہ بعض حالتوں میں ناممکن ہوتا ہے۔ اگر شادی کے بعد بیوی کے جنسی رجحانات میں ایسی تبدیلی آ جاتی ہے جس سے مرد عملی طور پر سمجھوتہ نہیں کر سکتا تو عورت کیلئے علیحدگی (خُلع) اس کا واحد حل ہے تاہم اتفاقِ رائے اور درمیانی راہ ڈھونڈنے کی بساط بھر کوشش ضرور کرنی چاہئے۔ یہاں یہ بات بھی اہم سمجھی جانی چاہئے کہ کسی معذور فرد سے شادی کا فیصلہ عورت سے جہاں دنیاوی ضروریات سے جزوی یا کُلی کنارہ کشی کا تقاضا کرتا ہے وہاں اس تقاضے میں جنسی کنارہ کشی اور سمجھوتہ بازی بھی بہر طور شامل ہوتی ہے۔ ایسی عورتیں جو اپنی جنسی خواہشات کو کنٹرول نہ کر سکتی ہوں، انہیں کم از کم کسی معذور سے شادی کا فیصلہ نہیں کرنا چاہئے۔ البتہ بانجھ، غریب بیوائیں، طلاق یافتہ خواتین یا ایسی خواتین جو جہیز کے مطالبات پورا نہ کر سکنے کے باعث نارمل لوگوں سے شادی نہ کر سکتی ہوں آگے آ کر لازوال قربانی پیش کر کے معاشرے میں اپنے مقام کو سربلند کر سکتی ہیں۔ اسی طرح معذور مرد بھی معذور خواتین سے شادی کرنے کیلئے آگے آ سکتے ہیں مگر ایسی صورت میں ان کی معذوری کی نوعیت ایک جیسی نہیں ہونی چاہئے۔ کیونکہ نابینا مرد نابینا عورت کا سہارا نہیں بن سکتا اسی طرح اگر دونوں وہیل چیئر کا استعمال کرتے ہوں تو بھی وہ ایک

دوسرے کی محرومیاں دور نہیں کر سکتے۔ شادی کرنے کی صورت جو بھی ہو انسانیت کیلئے ہمدردی کا عملی مظاہرہ کرنے والی ہر عورت یا مرد کو شادی سے پہلے تمام ممکنہ اثرات و نتائج کا جائزہ لے لینا چاہئے ایسا نہ ہو کہ کسی جلد بازی یا جذباتی فیصلے سے اسے بعد میں پچھتانا پڑے اور شادی کے بعد اس کے جنسی تقاضے اتنی شدت اختیار کر لیں کہ وہ ایک دوسرے کا سہارا بننے کی بجائے ایک دوسرے کیلئے وبالِ جان بن جائیں اور ان کی شادی چند ہفتوں یا مہینوں میں ہی ختم ہو جائے۔

ہمارے معاشرے میں معذور مرد و خواتین کی نارمل لوگوں سے شادی کوئی آسان مرحلہ نہیں بلکہ اس میں معاشرتی، خاندانی اور مذہبی قسم کی بیشمار رکاوٹیں حائل ہیں۔ نارمل لوگوں کی شادی کیلئے میرج بیورو تو عام ہیں مگر معذوروں کی ازدواجی ضروریات کی تکمیل کیلئے کوئی بے لوث ادارہ موجود نہیں۔ محبت یا لگاؤ وہ پہلا زینہ ہے جو کسی عورت کو یہ حوصلہ دیتا ہے کہ وہ معاشرے کی تمام پابندیوں کو توڑ کر اپنے پیاء گھر جانے کا فیصلہ کر لے چاہے وہ کسی اعتبار سے معذور ہی کیوں نہ ہو مگر ہمارے مخصوص معاشرے میں اس نوعیت کی جرأت میں کامیابی کا تناسب بمشکل چند فیصد ہے۔ کسی معاشرتی ٹکراؤ سے بچنے کیلئے نارمل لوگوں کے ساتھ ساتھ معذور افراد کو بھی یہ حقیقت سمجھ لینی چاہئے کہ سماجی بندھنوں کو توڑ کر اپنی مرضی کی شادی کر لینے کے بعد بہر حال انھیں اسی معاشرے میں رہنا ہوتا ہے لہذا بہتر ہے کہ معاشرتی تصادم سے بچ کر کوئی ایسی درمیانی راہ نکالی جائے کہ ان کی شادی میں بزرگوں کی دعائیں اور سوسائٹی کی طرف سے قبولیت کا پروانہ مل جائے۔ معذور افراد کو اپنی مرضی کی شادی کرنے کا فیصلہ کرنے سے قبل اپنے والدین کو ضرور اعتماد میں لینا چاہئے اور کوئی بھی انتہائی قدم اٹھانے سے قبل ان کی عزت و احترام، خاندانی پس منظر اور معاشرے میں ان کی حیثیت کا پورا پورا خیال رکھنا چاہئے۔ اگر والدین کے دربار سے شرف قبولیت حاصل نہ ہو تو خاندان کے کسی بزرگ سے مدد لینی چاہئے کہ وہ دانشمندی سے اس کا کوئی حل نکالیں۔

معذور مرد و خواتین کی شادی کا سب سے کامیاب اور محفوظ طریقہ یہ ہے کہ خاندان کے بڑے بزرگ اپنے خاندان میں موجود معذور لڑکوں اور لڑکیوں کی شادی کیلئے اپنے خاندان میں سے ہی جوڑے تلاش کر کے ان کے گھر آباد کریں اور ان پر دست شفقت رکھ کر زندگی کی راہوں پر آگے جانے میں ان کی مدد اور راہنمائی فرمائیں۔ تاہم اس نوعیت کے مشکل فیصلے کرتے ہوئے معذور لڑکوں اور لڑکیوں کی رضامندی بہر حال بہت ضروری ہے، ایسا نہ ہو کہ وہ ایک دوسرے کیلئے قربانی کا بکرا بن جائیں بلکہ اس کی بجائے انھیں اس انداز سے ترغیب دی جانی چاہئے کہ قربانی کا یہ جذبہ ان میں خود سے پیدا ہو جائے۔ خاندانی پلیٹ فارم پر اس نوعیت کے جرائتمندانہ فیصلے نہ صرف بچوں کا دل جیت لیں گے بلکہ ان کی طرف سے گمراہ کن اور خودسر فیصلوں کے امکانات ہمیشہ کیلئے ختم ہو جائیں گے۔ اس کیلئے خاندان کے بزرگوں کو اپنے رویوں میں لچک پیدا کر کے فراخدلی اور جرائتمندی کا مظاہرہ کرنا ہوگا۔ انھیں یہ ثابت کرنا ہوگا کہ وہ عملی طور پر خاندان کے بڑے ہیں اور تمام مسائل پر ان کی یکساں نظر ہے۔ معذور افراد کی شادی سے قبل اپنی شریک حیات سے ملاقات اس اہم فیصلے کی بنیاد رکھنے میں بڑا اہم کردار ادا کرتی ہے۔ کسی رازدار دوست کے توسط سے اگر بلمشافہ ملاقات ممکن نہ ہو تو بذریعہ ٹیلی فون رابطہ کر کے ایک دوسرے کو اعتماد میں لیا جا سکتا ہے۔ باہمی خیالات کا تبادلہ، مستقبل کی ممکنہ مشکلات سے نمٹنے کی پیشگی حکمت عملی اور معذوری کی نوعیت کی وضاحت وغیرہ وہ بنیادی عوامل ہیں جن کا ادراک شادی سے پہلے ہونا ضروری ہے۔

آیئے اب معذور شوہروں کی ذمہ داریوں کا احاطہ کریں۔ ہر نارمل شوہر کی طرح اپنے بیوی بچوں کی کفالت کی ذمہ داری اصولی طور پر معذور شوہر پر بھی یکساں طور پر لاگو ہوتی ہے۔ البتہ حقیقت پسندی اور حسنِ انتظام سے اخراجات کو اپنے وسائل کے مطابق ڈھالا جا سکتا ہے۔ اس ضمن میں عورت پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنی مادی خواہشات کی تکمیل کا مطالبہ اپنے شوہر کے وسائل آمدن کو نظر میں رکھ کر کرے۔ نیز بیوی کوئی ہنر جانتی ہے تو گھر بیٹھ کر بھی کچھ اجرتی کام کر کے گھر کے مالی وسائل میں اضافہ کر کے اپنے شوہر کا ہاتھ بٹا سکتی ہے۔ معذور شوہر اگر اپنی معذوری کی نوعیت کے پیشِ نظر عملی طور پر گھر سے باہر جا کر کام نہیں کر سکتا تو وہ گھر بیٹھ کر آمدنی کے مختلف ذرائع پیدا کر سکتا ہے۔ اگر وہ پڑھا لکھا ہے تو گھر میں ٹیوشن سنٹر کھول کر، اگر کوئی ہنر جانتا ہے تو اس کو کام میں لا کر روزی کما سکتا ہے۔ بیوی کی پشت پناہی اسے قوت سے بھی زیادہ کام کرنے کا حوصلہ بخشتی رہتی ہے اور اس طرح دونوں میاں بیوی عملی طور پر خوشگوار ازدواجی زندگی گزار سکتے ہیں۔ یہاں اس بات کو دہرانا زیادہ موزوں معلوم ہوتا ہے کہ اگر میاں بیوی میں باہمی اتفاق اور نفسیاتی ہم آہنگی موجود ہے تو وہ ہر طرح کے حالات میں خود کو ڈھال کر خوش رہ سکتے ہیں اور اس سے کوئی بنیادی فرق نہیں پڑتا کہ وہ نارمل ہیں یا معذور! اس بات کی اہمیت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ عورت کی محبت کا مستقبل نارمل شوہروں کی بہ نسبت معذور شوہروں کی رفاقت میں زیادہ محفوظ ہوتا ہے کیونکہ وہ صرف شوہر ہی نہیں بلکہ سچے قدردان بھی ہوتے ہیں۔ وہ دل سے یہ اعتراف کرتے ہیں کہ ان کی بیوی نے ان کیلئے ایک ایسی لازوال قربانی دی ہے جس کا نہ تو ہر عورت میں جذبہ ہوتا ہے نہ حوصلہ۔ یہی قدردانی نفرت، اکتاہٹ، بیزاری اور منفی رجحانات کے امکانات ختم کر کے کامیاب زندگی کی راہیں کھولتی ہے جہاں خوشیاں بھی ہوتی ہیں، پیار و محبت بھی اور امن و سکون بھی۔

اس جائزے سے یہ معلوم ہوا کہ معذور افراد بھی کامیاب شوہر ثابت ہوسکتے ہیں بشرطیکہ انھیں ذریعۂ معاش میسر ہو اور دونوں میاں بیوی کے درمیان نفسیاتی اور ذہنی ہم آہنگی موجود ہو نیز وہ ایثار و قربانی کی باہمی فضا میں ہر قسم کے حالات کا چیلنج قبول کرنے کو بھی تیار ہوں اسی کے ساتھ ساتھ یہ امر بھی ضروری ہے کہ معاشرہ اور اس

کے (نارمل) افراد زندگی کا نیا سفر شروع کرنے والے اس جوڑے کی نہ صرف حوصلہ افزائی کریں بلکہ سوسائٹی میں ان کو وہ مقام بھی دیں جس کے وہ حقدار ہیں۔ آخر میں معاشرے کے نارمل لوگوں کے نام ایک پیغام لکھ کر اس حقیقت پسندانہ جائزے کو ختم کیا جاتا ہے۔ ”کسی معذور کی طرف بڑھا ہوا ایک ہاتھ اس کی دونوں بیساکھیوں سے زیادہ مضبوط ہوسکتا ہے خاص کر اگر یہ ہاتھ جنسِ مخالف کا ہو!“ ❁❁

اگر آپ غیر شادی شدہ ہیں اور آپ کا شمار معذور افراد میں ہوتا ہے تو بھی...... جیون ساتھی کا حصول آپ کا حق ہے

ہم جیون ساتھی کے حصول میں آپ کی راہنمائی کریں گے......بغیر کسی لالچ اور بغیر کسی معاوضہ کے۔

ذات برادری اور مالی حیثیت سے قطع نظر، معذور مرد و خواتین کیلئے شادی کے مساوی مواقع

ہمارے آن لائن میرج بیورو پر فری رجسٹریشن کروائیں۔ مزید معلومات کیلئے ہماری ویب سائٹ دیکھئے

ہی اینڈ شی میرج بیورو برائے معذوراں

He&She Marriage Bureau for Disabled

URL:www.ajmalbeig.addr.com/marriage

Email: ajmalbeig@gmail.com
Cellular: 0345-4355693, 0333-4503731

نوٹ: اس پیغام کو عام کر کے اپنی انسان دوستی کا ثبوت دیں۔ شکریہ

(c) ajmalbeig

.PDF VERSION
Free Edition
1st March 2015